وصیت

شیخ عبدالله عزّام شهید رحمه الله

(چند منتخب اقتباسات)

وصیّت

شیخ عبدالله عزّام شهیدؒ

(چند منتخب اقتباسات)

مترجم: استاذ ابو بکر حفظه الله

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وصیتِ شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ

(چند منتخب اقتباسات)

اللہ تعالیٰ کے بندۂ فقیر عبداللہ بن یوسف عزام کی وصیّت

''یقیناً تمام تعریفیں اللہ وحدہٗ لاشریک کے لئے ہیں۔ ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد مانگتے ہیں اوراسی سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفسوں کے شراوراپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والانہیں اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والانہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ! کوئی کام آسان نہیں سوائے اس کے جسے تُو آسان فرمادے اور تُو چاہے تو غم جھیلنا بھی آسان کردیتا ہے۔ امابعد؛

جہاد کی محبت میرے جذبات واحساسات، میرے جسم وجان اور میری زندگی کے ہر معاملے پر چھائی رہی ہے۔ سورۂ توبہ، جس کی محکم آیات جہاد کے حتمی احکامات بیان کرتی ہیں اور قیامت تک کے لئے اس دین میں جہاد کے عظیم مقام ومرتبے کا تعین بھی کئے دیتی ہیں، یہ مبارک سورت

میرے دل کو خون کے آنسو رلاتی اور میرے سینے کو شق کئے دیتی رہی۔ کیونکہ میں کھلی آنکھوں سے دیکھتا رہا ہوں کہ میں اور تمام مسلمان قتال فی سبیل اللہ جیسے عالی شان فریضے کی ادائیگی میں انتہائی کوتاہی اور غفلت کا شکار ہیں‘۔

”امام مسلمؒ اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ

اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○ یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ ○ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○ (التوبة: ۱۹۔۲۲)

”کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجدِ حرام کو آباد کرنا اس شخص کے عمل جیسا سمجھ لیا ہے جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ اللہ کے نزدیک تو یہ لوگ برابر نہیں ہیں۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے رہے، اللہ کے ہاں تو انہی کا درجہ بڑا ہے، اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا رب انہیں اپنی رحمت اور خوشنودی اور ایسی جنتوں کی بشارت دیتا ہے جہاں ان کے لئے دائمی نعمتیں ہوں گی۔ ان میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ بیشک اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔“

یہ فرمانِ مبارک اس وقت نازل ہوا جب کچھ صحابۂ کرامؓ میں اس بات پر اختلاف پیدا ہو گیا کہ ایمان لانے کے بعد افضل ترین عمل کون سا ہے۔ ایک صحابیؓ نے فرمایا کہ مسجدِ حرام کی آباد

کاری افضل ترین عمل ہے، ایک اور صحابیؓ نے فرمایا کہ حاجیوں کو پانی پلانا افضل ترین عمل ہے، جب کہ ایک تیسرے صحابیؓ نے فرمایا کہ جہاد فی سبیل اللہ افضل ترین عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرما کر واضح فیصلہ فرما دیا کہ جہاد فی سبیل اللہ، مسجدِ حرام کو آباد کرنے سے بھی افضل عمل ہے۔ بلا شبہ جہاد کی افضلیت کے بارے میں اب کسی اختلاف کی گنجائش نہیں کیونکہ اس آیت کا سببِ نزول اسی مسئلے میں صحابہؓ کا باہمی اختلاف تھا اور اس سببِ نزول کی تخصیص یا تاویل بھی ممکن نہیں کیونکہ یہ نص خود بھی اپنے معنی میں قطعی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ پر اپنی خصوصی رحمتیں نازل فرمائے، جنہوں نے حضرت فضیل بن عیاضؒ کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے:

یا عابد الحرمين لو أبصرتنا لعلمت أنک بالعبادة تلعب

اے مکہ و مدینہ کے عابد! کاش تم ہمیں دیکھ لیتے تو تم خود
ہی جان لیتے کہ تم نے عبادت کو ایک کھیل سمجھ رکھا ہے

من کان يخضب خده بدموعه فنحورنا بدمائنا تتخضب

آنسوؤں سے گال تر کرنے والے کو معلوم ہو کہ ہماری
گردنیں اگر بھیگی ہیں تو یہ ہمارے خون سے بھیگی ہیں

آپ نے دیکھا کہ عظیم محدث و فقیہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے حضرت فضیلؒ سے کیا فرمایا؟ انہوں نے حرم کے سائے میں بیٹھ کر کی جانے والی عظیم عبادت کے بارے میں فرمایا کہ اگر ایک طرف مسلمانوں کی حرمتیں پامال کی جا رہی ہوں، خون بہایا جا رہا ہو، عزتیں خاک میں ملائی جا رہی ہوں اور اللہ کے دین کو جڑ سے اکھاڑنے کی کوششیں زور و شور سے جاری ہوں، تو ایسے میں میدانِ جہاد کا رخ کرنے کی بجائے حرم میں بیٹھ کر عبادت کرنا اللہ کے دین کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہے!

جی ہاں! مسلمانوں کو کفار کے ہاتھوں ذبح ہوتے چھوڑ دینا اور پھر ان کا لہو بہتے دیکھ کر محض

''لاحول'' پڑھنا، ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' کا ورد کرنا، دور کھڑے کفِ افسوس ملنا، مگر ان کی مدد کے لئے ایک قدم تک نہ اٹھانا، یہ اللہ کے دین کے ساتھ کھیل تماشہ نہیں تو اور کیا ہے؟

آخر کب تک ہم ان جھوٹے احساسات اور سرد جذبات کا نمائشی اظہار کر کر کے اپنے آپ کو دھوکہ دیتے رہیں گے؟

کیف القرار و کیف یهدأ مسلم

والمسلمات مع العدو المعتدی

کیسے قرار آ گیا مسلمان کو؟ کیوں وہ چین سے بیٹھا ہوا ہے؟

ایسے حال میں کہ جب مسلمان عورتیں ظالم دشمن کے شکنجے میں ہیں'

''میری رائے میں مسلمانوں کی سرزمینوں پر حملہ آور (یا قابض) دشمن کو نکالنا محض فرضِ عین ہی نہیں، اہم ترین فرضِ عین ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ نے فرمایا ہے:

''والعدو الصائل الذی یفسد الدین والدنیا لا شی ء أوجب بعد الایمان من دفعه.''

''ایمان لانے کے بعد، دین و دنیا کی بربادی کے درپے حملہ آور دشمن کو پچھاڑنے سے بڑھ کر اور کوئی فریضہ نہیں ہے۔''

میری رائے میں، واللہ اعلم، آج تارکِ قتال فی سبیل اللہ اور تارکِ نماز، روزہ یا زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں۔

میری رائے میں آج دنیا والے نہ صرف اللہ رب العالمین کے سامنے جوابدہی کا بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں، بلکہ تاریخ بھی ان سے ضرور حساب لے گی۔

میری رائے میں دعوتِ دین، تصنیف و تالیف یا دینی تربیت میں مشغولیت کو نہ تو ترکِ

جہاد کا بہانہ بنایا جا سکتا ہے، نہ ہی اللہ کی پکڑ سے بچانے کا ذریعہ۔

میری رائے میں آج زمین پر بسنے والے ہر مسلمان کی گردن میں ترکِ قتال فی سبیل اللہ کا طوق ہے، ہر مسلمان کے کندھوں پر بندوق چھوڑنے کے گناہ کا بوجھ ہے۔ بلا شبہ جو مسلمان بھی آج اس حال میں جان دے رہا ہے کہ اس کے ہاتھ بندوق سے، بغیر کسی عذر کے خالی ہیں تو وہ گناہ و نافرمانی کی حالت میں اللہ کے پاس پہنچ رہا ہے، کیونکہ وہ ایسے حالات میں قتال کو ترک کئے بیٹھا ہے جب معذوروں کے سوا دنیا کے ہر مسلمان پر قتال فرضِ عین ہو چکا ہے، اور فرض اسی حکم کو کہا جاتا ہے جسے پورا کرنے پر ثواب اور ترک کرنے پر گناہ یا حساب کا سامنا کرنا پڑے۔

میری رائے میں، واللہ اعلم، ترکِ جہاد کے معاملے میں صرف اندھوں، لنگڑوں یا بیماروں ہی کا عذر قبول کیا جائے گا یا ان کمزور و مجبور مردوں، عورتوں اور بچوں کا، جن کے بس میں ہی نہیں کہ وہ جہاد میں شرکت کر سکیں، نہ ہی وہ میدانِ جہاد تک پہنچنے کی راہ پاتے ہیں۔

(پس ان مجبوروں کے سوا) سب کے سب لوگ آج ترکِ جہاد و قتال کی وجہ سے گنہگار ہو رہے ہیں، چاہے یہ ترکِ قتال فلسطین یا افغانستان کے معاملے میں ہو یا کسی بھی اسلامی سرزمین کے معاملے میں جہاں غاصب کفار نے اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں اور وہ اسے اپنے ناپاک قدموں تلے روند رہے ہیں۔

اور میری رائے میں آج قتال و جہاد فی سبیل اللہ کی خاطر نکلنے کے لئے کسی سے اجازت مانگنے کی ضرورت نہیں۔ ان حالات میں تو کسی کے پاس بھی کسی دوسرے کو اجازت دینے یا منع کرنے کا حق باقی نہیں رہا، نہ والد کا اپنے بیٹے پر، نہ شوہر کا اپنی بیوی پر (محرم کی شرط کے ساتھ)، نہ قرض خواہ کا مقروض پر، نہ استاد اور شیخ کا شاگردوں پر اور نہ ہی امیر کا مامورین پر ایسا کوئی حق ہے۔

یہ محض میری ذاتی رائے نہیں، اس بات پر تو اسلامی تاریخ کے تمام ادوار میں علمائے امت کا اجماع رہا ہے کہ ایسے حالات میں (جب جہاد فرضِ عین ہو جائے) اولاد اپنے والدین کی اور بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر نکلے گی۔ جو شخص بھی اس بارے میں کوئی مغالطہ پھیلانا چاہے یقیناً وہ ظالم

و سرکش ہے ، اور ہدایتِ الٰہی کے بجائے اپنی خواہشِ نفس کا پیرو کار ہے۔ یہ مسئلہ بالکل واضح، طے شدہ اور قطعی ہے، ہر شک وشبہے سے بالا ہے، لہٰذا اس میں کسی قسم کے کھیل تماشے اور من مانی تاویل وتشریح کی کوئی گنجائش نہیں۔

تین صورتوں میں تو امیر المؤمنین سے بھی اجازت نہیں لی جاتی:

۱۔ جب امیر جہاد کو معطل کر دے۔

۲۔ جب اجازت مانگنے سے اصل مقصد ہی فوت ہو جائے، (مثلاً جب یہ نظر آ رہا ہو کہ اگر اجازت ملنے کا انتظار کیا گیا تو اس تاخیر سے کوئی نقصان ہو جائے گا یا دشمن کارروائی مکمل کر کے بھاگ نکلے گا۔)

۳۔ جب پہلے ہی پتہ ہو کہ امیر نے اجازت نہیں دینی۔

میری رائے میں دنیا بھر کے مسلمانوں کو افغانستان میں بہنے والے خون کے ایک ایک قطرے اور یہاں پامال ہونے والی ہر ہر عزت کا جواب اللہ کے دربار میں دینا ہوگا۔ یقیناً، واللہ اعلم، پوری امّتِ مسلمہ ان مظلوموں کے خون میں برابر کی شریک ہے، اس لئے کہ اس کے پاس اپنے مسلمان بہن بھائیوں کے دفاع کے لئے درکار اسلحہ بھی موجود ہے، امت کے پاس وہ طبیب بھی ہیں جو ان کا علاج معالجہ کریں، پھر مسلمانوں کے پاس وہ مال بھی ہے جس سے ان کی دو وقت کی روٹی کا بندوبست ہو سکے، ان کے پاس وہ آلات بھی ہیں جن سے مجاہدین کے لئے مضبوط مورچے اور خندقیں کھودی جائیں، مگر یہ پھر بھی ان کی نصرت سے ہاتھ کھینچے بیٹھے ہیں'۔

''اے مسلمانو!

جہاد تمہاری زندگی ہے، جہاد تمہاری عزت ہے۔ اور جہاد نہ رہا تو تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔

اے دین کی طرف دعوت دینے والو! سن لو کہ اس آسمان کے نیچے تمہاری کوئی وقعت نہ ہوگی جب تک کہ تم اسلحے سے آراستہ نہ ہو جاؤ اور طواغیت، کفار اور ظالمین کو کچل کر نہ رکھ دو!

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کا یہ مبارک دین جہاد و قتال کے بغیر ہی قائم ہو جائے گا، نہ کوئی خون بہے گا، نہ کوئی لاشیں گریں گی، یقیناً انہیں وہم ہوا ہے اور وہ اس دین کی فطرت سے ناواقف ہیں، اس کے مزاج ہی کو نہیں سمجھتے۔ اسلام کی شوکت وقوت، دشمنوں پر داعیانِ اسلام کی ہیبت اور امتِ مسلمہ کی عزت ہرگز قتال کے بغیر قائم نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ. فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَا الْوَهْنُ؟ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ.'' وَ فِيْ رِوَايَةٍ:''كَرَاهِيَتُكُمُ الْقِتَالَ.''

(سنن أبي داود، كتاب الملاحم، باب في تداعي الأمم على الاسلام)

''اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے ضرور ہی تمہاری ہیبت ختم کر دیں گے اور تمہارے دلوں میں وہن (کمزوری) ڈال دیں گے۔ تو پوچھنے والے نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ وہن کیا ہے؟ فرمایا: ''دنیا کی محبت اور موت سے نفرت''۔ ایک اور روایت میں یہ الفاظ ملتے ہیں کہ: ''تمہارا قتال سے نفرت کرنا۔''

نیز اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِيْلًا۝

(النسآء: ۸۴)

''پس تم جنگ کرو اللہ کی راہ میں، تم اپنی ذات کے سوا کسی کے ذمہ دار نہیں، البتہ مومنوں کو لڑائی پر ابھارو۔ اللہ سے امید ہے کہ وہ کافروں کے زور کو توڑ دیں گے،

اوراللہ سب سے زیادہ زوروالے اورسب سے سخت سزادینے والے ہیں''۔

اگرقتال نہ ہوتو شرک ہرسمت پھیل جائے اوردنیامیں اسی کاغلبہ ہو۔

ارشادِباری تعالیٰ ہے:

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ (الأنفال: ۳۹)

''اوران سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اوردین صرف اللہ ہی کے لیے خالص ہوجائے''۔

یہاں فتنے سے شرک ہی مراد ہے۔

نظامِ دنیاکودرست رکھنے کاواحدذریعہ بھی جہادہے:

وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ○ (البقرة: ۲۵۱)

''اوراگراللہ انسانوں کے ایک گروہ کودوسرے گروہ کے ذریعے دفع نہ کرتا رہتا تو زمین فساد سے بھرجاتی لیکن اللہ اہلِ عالم پر بڑامہربان ہے''۔

یہی جہاددینی شعائراورعبادت گاہوں کے تحفظ کی واحدضمانت ہے:

وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ○(الحج: ۴۰)

''اگراللہ انسانوں کےایک گروہ کودوسرے کےذریعے دفع نہ کرتارہتاتو (نصاریٰ کے) خلوت خانے اورگرجے، (یہود کے) عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) وہ مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیاجاتاہے، سب مسمارکرڈالی جاتیں۔اور اللہ ضروراس کی مددکرےگا جواللہ (کے دین) کی مددکرےگا۔بیشک اللہ قوت والا اورغلبے والاہے''۔

ꝏ ꝏ ꝏ ꝏ ꝏ

اے دین کی طرف دعوت دینے والو!

موت کو ڈھونڈو، تمہیں زندگی ملے گی! دیکھو! کہیں تمہاری تمنائیں تمہیں کسی فریب میں مبتلا نہ کر دیں۔ کہیں وہ دھوکے باز ابلیس تمہیں اللہ سے غافل نہ کر دے۔ خبردار! محض کتابوں کے مطالعے اور نوافل کی کثرت سے اپنے آپ کو دھوکہ مت دینا۔ ایسا نہ ہو کہ آسان اعمال میں مشغولیت عظیم تر کاموں کو تمہاری نگاہوں سے اوجھل کر دے:

''وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ.....''؟ (الانفال: ۷)

''اور تم یہ چاہتے ہو کہ غیر مسلح گروہ تمہیں مل جائے''؟ جہاد کے معاملے میں کسی کی بات مت مانو، اور خوب سمجھ لو کہ جہاد میں شرکت کے لئے اپنے قائد سے اجازت لینے کی ضرورت ہرگز نہیں۔ یاد رکھو! جہاد تمہاری دعوت کی بنیاد ہے، تمہارے دین کا مضبوط قلعہ ہے اور تمہاری شریعت کی حفاظتی ڈھال ہے۔

اے علمائے دین!

اٹھیں اور اُس نسلِ نو کی قیادت سنبھالیں جس نے اپنی ساری دلچسپیوں کا مرکز اپنے ربّ کی رضا کو بنالیا ہے! بزدلی کا مظاہرہ مت کریں، مت اس حقیر دنیا کی طرف جھکیں۔ لِلّٰہ! طاغوتوں کی ہم نشینی سے بچیں۔ یہ تو سینوں کی تاریکی اور دلوں کی موت کا باعث ہے۔ طاغوت کی قربتیں آپ کو اہلِ ایمان سے دور کرنے کا سبب بنیں گی اور ان کے قلوب سے آپ کا احترام جاتا رہے گا۔

اے میرے مسلمان بھائیو!

بہت سو لیا تم نے، تمہارے علاقوں پر قابض شیر کی کھال اوڑھے گیدڑ بھی بہت مزے کر چکے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

آخر کب تلک ذلت کی نیند سوتے رہو گے؟ کب یہ شیر پھر بیدار ہو گا؟

کیا گدھ تمہارا جسم یونہی نوچتے رہیں گے؟ کب یہ غلامی کا دور ختم ہوگا ؟
تم لوہے کی زنجیروں میں تو نہیں جکڑے ،تم تو اپنی ہی کمزوریوں کے قیدی ہو!
پھر بتاؤ نا! کب اس قید کو توڑو گے؟ آخر کب؟ بتاؤ بھی!

اے میری مسلمان بہنو!

عیش و آرام اور سہل پسندی سے بچیئے، کیونکہ یہ چیزیں جہاد کی دشمن اور انسانی نفوس کے لئے انتہائی مہلک ہیں۔ آسائشیں جمع کرنے کے چکر میں نہ پڑیں ،بس آپ کی بنیادی ضرورتوں کا پورا ہوجانا ہی آپ کے لئے کافی ہونا چاہیے۔ اپنے بچوں کو مجاہد بنائیں۔ ان میں سخت کوشی ،مردانگی اور شجاعت کی صفات پیدا کریں۔

اپنے گھروں کو شیروں کی کچھار بنائیں ،مرغیوں کا ڈربہ نہ بننے دیں، کیونکہ مرغیاں پل کر جتنی بھی موٹی ہوجائیں بالآخروہ طاغوتوں کے ہاتھوں ذبح ہی ہوتی ہیں۔ اپنی اولاد کے سینوں میں حبِّ جہاد کی شمع روشن کریں، شہسواری کا شوق اور میدانِ جنگ کی محبت ان کے دلوں میں اتاریں۔

اپنے سینے میں مسلمانوں کی مشکلات کا احساس بیدار رکھیں۔ کوشش کریں کہ ہفتے میں کم ازکم ایک دن ایسا ہو جب آپ کے گھر میں بھی مجاہدین و مہاجرین جیسی زندگی گزاری جائے۔ اس دن سالن کے بغیر صرف چائے کے چند گھونٹوں کے ساتھ سوکھی روٹی کھانے کا مزہ ضرور چکھیں۔

اے مسلمان بچو!

اپنے آپ کو بارود کی گھن گرج، جنگی جہازوں کے شور، ٹینکوں کی گڑگڑاہٹ اور برستی گولیوں کے نغمے سننے کا عادی بناؤ۔ اور خبردار! عیش پرستوں کے ساز اور نخروں میں پلنے والوں کے گانوں سے اپنے کان مت آلودہ کرو، نہ ہی مریضوں کی طرح بستروں پر پڑے رہنے کی عادت ڈالو‘‘۔

’’میرے مجاہد بھائیو!

آپ پر لازم ہے کہ راہِ جہاد پر جمے ہوئے پرانے مجاہدوں، بالخصوص اسامہ بن لادن، ابو الحسن المدنی، نورالدین، ابوالحسن المقدسی، ابوسیاف اور ابو برہان کی قدر کریں۔ جہاں تک ابو مازن کا تعلق ہے تو اسے تو میں بارہا آزما چکا ہوں۔ میں نے انہیں آسمان سے برستے پانی سے زیادہ پاکیزہ اور جہاد کے معاملے میں چٹان کی سی مضبوطی کا حامل اور انتہائی غیور پایا ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے مجاہدین کے لئے ایک تحفہ ہیں، خاموشی اور مستقل مزاجی کے ساتھ جہاد کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور اس کے بنیادی ستونوں میں سے ایک ہیں۔ ان سب ساتھیوں کی غلطیوں سے چشم پوشی کرو اور ان کی قدر و منزلت کی حفاظت کرو۔ بھائی ابوالحسن مدنی کے مقام و مرتبے اور جہاد میں ان کے زبردست کردار کو ہمیشہ یاد رکھو۔ ابوھاجر کی نصیحتوں کو غور سے سنا کرو اور تمہیں نماز بھی وہی پڑھایا کریں، اللہ نے انہیں رقّتِ قلب اور خشوع سے نوازا ہے۔

میں ڈھیروں دعائیں کرتا ہوں اپنے مجاہد بھائی ابوعبداللہ اسامہ بن محمد بن لادن کے لئے جنہوں نے اپنے ذاتی مال سے جہاد کی بھرپور خدمت کی اور ’’مکتب الخدمات‘‘ کے اخراجات کا بوجھ اٹھایا۔ میری دعا ہے کہ اللہ ان کے اہل وعیال اور ان کے مال میں برکت ڈالے اور ہمیں ان جیسے اور بہت سے ساتھی عطا کرے۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ مجھے پورے عالمِ اسلام میں اسامہ جیسا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ اسی لئے میری دعا ہے کہ اللہ آپ کے ایمان اور آپ کے مال کی حفاظت فرمائے اور آپ کی زندگی کو بابرکت بنائے‘‘۔

وسبحانک اللّٰھم و بحمدک و أشھد ان لا الہ الا أنت استغفرک و أتوب الیک.

منگل، ۱۳ شعبان، ۱۴۰۶ھ (۲۲-۴-۱۹۸۶)

عبداللہ بن یوسف عزّام